Tarseel, Vol.17 (ISSN: 0975-6655)
A Peer Reviewed Research Journal of Urdu
Listed in UGC-CARE
Directorate of Distance education,
University of Kashmir

جموں و کشمیر میں اُردو تنقید کا عصری منظر نامہ
نظریاتی تنقید پر ایک مخاطبہ

ڈاکٹر الطاف انجم

تلخیص

اردو میں ادب فہمی کی روایت کا آغاز اٹھارویں صدی میں لکھے گئے تذکروں سے ہوتے ہوئے آج اکیسویں صدی میں رائج مابعد جدیدیت تنقیدی تھیوری کے مباحث تک اپنی کئی بہاریں طے کر چکی ہے۔اس درمیان کئی ایک سنجیدہ قارئین نے انفرادی واجتماعی سطح پر اپنی ادبی فہم و فراست اور تجربے و مشاہدے کے مطابق ادبی تخلیقات کی تشریح و توضیح پیش کرنے کی یادگار کوششیں کی ہیں۔اس حوالے سے ریاست جموں و کشمیر سے وابستہ تنقید نگاروں کی خدمات بھی قابل تحسین ہیں۔اس سرزمین سے ایسے ادبی نقاد ابھرے ہیں جنہوں نے نظریاتی سطح پر اردو تنقید کے میدان کو نمایاں وسعت عطا کر کے بین الاقوامی سطح پر اپنی انفرادیت قائم کی ہے۔اس مقالے میں ریاست جموں و کشمیر سے وابستہ ان تنقید نگاروں کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جنہوں نے نظریاتی سطح پر اردو تنقید کو متاثر کیا ہے۔

کلیدی الفاظ:

اسلوبیاتی پہلوداری، تعلقاتی تنقید، تھیوری، تنقیدی استدلالیت، نظریاتی یورش

کسی بھی معاشرے کی ثقافت میں علوم وفنون کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو اُس معاشرے سے وابستہ افراد کے فکری میلانات، لسانی تنوّع، جمالیاتی شعور اور فنی پختگی کا شناخت نامہ ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہی وہ عناصر ہیں جو اُس معاشرے کے تہذیبی اور ثقافتی سطح پر مضبوط اور مستحکم ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد اور ممتاز ہونے کی بھی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ ہم سب اس بات سے متفق ہیں کہ موضوعاتی رنگارنگی اور اسلوبیاتی پہلوداری کے باعث ادب کو ایک ایسے دشتِ امکاں سے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے جس کی وسعتوں اور پہنائیوں کو گرفت میں نہیں لیا جاسکتا ہے، ہاں البتہ اِن کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ اِس دشتِ امکاں کے ہزار راستوں پر چل کر بس ایک انسان خاک بسر ہوسکتا ہے لیکن وہ بھی لیلائے منزل کی تمنا کیے بغیر۔ غرض اس بوقلمونیت کی بنیاد پر ادب کو بُتِ ہزار شیوہ کہنے میں شاذ ہی کسی کو تامل ہوگا لیکن اس سب کے باوجود ہر ایک سنجیدہ قاری اور ناقد نے اپنی اپنی صوابدید اور ادب فہمی کی بنیاد پر ادب پاروں کی تشریح وتوضیح اور تفہیم وتعبیر کے گُل کھلا کر چمنستانِ ادب کو مہکانے کی سعی کی ہے۔ ادب شناسی کے اس عمل میں مختلف ناقدین کے یہاں مختلف طریقہ ہائے کار اور متفرق زاویہ ہائے نظر کی موجودگی کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ اُردو میں تنقید کی تاریخ کا ہر باب ایسی مثالوں سے روشن بھی ہے اور رنگا رنگ بھی۔ اس تناظر میں اکیسویں صدی میں جموں وکشمیر کا تنقیدی منظرنامہ دعویٰ کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

قارئینِ کرام!

عصرِ حاضر میں جموں وکشمیر میں تنقیدی صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے درج ذیل تنقید کی تین اقسام کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا:

۱۔ تاثراتی تنقید جو کوئی بھی قاری کسی ادب پارے کی قرأت کے فوری بعد اخذ کرتا ہے۔ اس قسم کی تنقید کسی بھی منضبط فکری نظام سے عاری ہوتی ہے اور اس میں تنقید نگار ادب پارے کی فنی خصوصیات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے فوری تاثرات کو تحریر کرتا ہے۔ یہ تنقید اکثر تعلقاتی نوعیت کی ہوتی ہے جس کا مقصد ممدوح کا قرب حاصل کرنا اور کسی احسان کو چکا دینے والا جیسا معاملہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی کبھار خالص تحسینی بھی ہوتی ہے اور کبھی تنقیصی بھی۔ واضح رہے کہ ادبی اصناف میں فی زمانہ تنقید ہی ہر ایک قلم کار کے جور وستم کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر قلم کار بغیر کسی ادبی فہم وفراست کے متون پر اس انداز سے اپنی رائے پیش کرتا ہے جیسے وحی کی مانند اُسی پر نازل ہوا ہے۔

۲۔ وہ تنقید جو ایک باذوق اور سنجیدہ قاری یا نقاد تحریر کرتا ہے جو ادبی متن کے تفکیری اور تکنیکی پہلوؤں پر توجہ مرتکز کرتا ہے اور کسی اکثر وبیشتر کسی مخصوص زاویہ نظر سے اپنا نتیجہ مستخرج کرتا ہے۔ اس قبیل کے تنقید نگاروں میں اکبر حیدری، محمد زماں

آزردہ، محمد یوسف ٹینگ، اسداللہ وانی، بشیر احمد نحوی، تسکینہ فاضل، شہاب عنایت ملک، محمد ریاض احمد، نذیر آزاد، شفق سوپوری، محی الدین زور، جوہر قدوسی، مشتاق حیدر، مفتی آصف ملک علیمی، نصرت جبین، کوثر رسول، مشتاق احمد گنائی، ریاض توحیدی، اشرف لون وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

۳۔نظریاتی تنقید جو سنجیدہ نقاد اپنی علمی اور ادبی معلومات اور فکری آگہی کی بنیاد پر تحریر کرتا ہے جو مابعد جدید تنقیدی تھیوری کے تغیر پذیر حالات میں ادبی تنقید کی شعریات کو مرکزِ توجہ بناتا ہے۔ فی زمانہ تنقید کو فلسفیانے کی جو کوششیں ہوئیں اُن کی اصل وجہ اطلاعاتی تکنالوجی کی زائیدہ بین التہذیبی اور بین الثقافتی معاشروں کی تشکیل ہے جس وجہ سے ادب بالخصوص تنقید کا بین العلومی رویہ سنجیدہ علمی اور ادبی حلقوں کی دلچسپی کا مرکز بنا۔

اب آئے اس مقالے کے احتیاجات کا لحاظ رکھتے ہوئے جموں وکشمیر کے اُن تنقید نگاروں کی خدمات پر توجہ مرکوز کریں جنھوں نے تنقید کی اس تیسری قسم پر ارتکازِ فکر کے ساتھ مسلسل مضامینِ نو کے انبار لگائے۔ واضح رہے کہ تنقید کی مذکورہ بالا پہلی دو اقسام سے یہاں صرفِ نظر کیا جا رہا ہے۔ ایسی تنقید لکھنے والوں میں پروفیسر حامدی کاشمیری، پروفیسر قدوس جاوید، پروفیسر نذیر احمد ملک اور پروفیسر ظہور الدین کے اسمائے گرامی سے ذہن میں یادوں کی پھلجڑی روشن ہونے لگتی ہے۔ ان کے علاوہ نئی نسل کے چند ایک افراد نے اسی دشت کی سیاحی میں کچھ صحرانوردی کا شوق فرمایا ہے جن میں راقم الحروف کے ساتھ ساتھ سبزار احمد بٹ، سرتاج احمد بدرو کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اب آئے سب سے پہلے اُن چاروں ناقدین کی خدمات کا مفصل تجزیہ پیش کرتے ہیں جو نہ صرف جموں وکشمیر میں بلکہ اس کے باہر بھی اپنی شناخت رکھتے ہیں:

حامدی کاشمیری

اُردو تنقید کے اُفق پر جن ناقدین نے اپنے وسیع مطالعہ، نُدرتِ خیال، فنی ہنرمندی اور فکری گہرائی کے ساتھ اپنی موجودگی کا احساس دلایا اُن میں پروفیسر حامدی کاشمیری کا نام کئی اعتبار سے قابل صد احترام ہے۔ موصوف نے نصف صدی تک اُردو کے گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کرنے کی شعوری کوششیں کیں۔ یوں تو حامدی کاشمیری نے بیسویں صدی کے ربع آخر تک ادب شناسی کے ضمن میں ایک معتدبہ تنقیدی سرمایہ اردو ادب کو تفویض کیا تھا جس میں مشہورِ زمانہ کتاب ''معاصر تنقید: ایک نئے تناظر میں'' مناسب اہمیت کی حامل ہے لیکن مروجہ تنقیدی نظام سے عدم اطمینان نے انہیں نئے انفس و آفاق کی تلاش وجستجو کے لیے آمادہ کیا۔ اکیسویں صدی کا سورج طلوع ہوتے ہی موصوف نے اپنے پچاس سالہ ادبی تجربات اور نظریاتی یورش کے پیش نظر

اپنا تنقیدی نظریہ اُردو دنیا کو تفویض کیا ہے جسے ہم اور آپ 'اکتشافی تنقید' کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ ہمارے تنقیدی نظریات مثلاً

سوانحی، تاریخی، تاثراتی، جمالیاتی اور یہاں تک کہ ہیئتی تنقید ادب شناسی کے عمل میں مکمل راہ نمائی نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے نئی تنقیدی تھیوری پیش کرنے کی سعی کی۔ وہ اکتشافی تنقید کا جواز پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اس زمانے میں جب فرانسیسی ساختیاتی نقادوں کی تنقیدات ابھی ترجمے کی صورت میں انگریزی میں منتقل نہ ہوئی تھیں، اور نہ مغربی دنیا ابھی ہیئتی تنقید ہی سے جوجھ رہی تھی، میں سوچتا رہا کہ سوانحی، تاریخی اور تاثراتی تنقیدات، یہاں تک کہ ہیتی تنقید بھی نظم شناسی میں اور نہ ہی اس کی قدر سنجی میں کوئی مدد کرتی ہے، اس لیے متن کے حوالے سے تنقید کے رول کو نئے سرے سے مرتب متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بیسویں صدی کے سترھویں دہے سے ہی جبکہ میں پورے طور پر تنقید نگاری کی طرف متوجہ ہوا میں نے مروجہ طریقہ ہائے نقد سے ایک حد تک یعنی علم و خبر کی حد تک استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ بنیادی طور پر متن کے تجزیاتی عمل کو روا رکھا ....اس سے شعر میں تجربے کی اکتشافی شناخت متن کے غائر مطالعہ سے رفتہ رفتہ مشکّل ہوتی گئی اور یہ طرزِ نقد اکتشافی تنقید سے موسوم کیا جانے لگا، ۱۹۹۹ء میں میں نے اس نوع کے تجزیاتی عمل کو Theorise کرنے کے لیے ''اکتشافی تنقید کی شعریات'' طبع کی۔''[۱]

اس تنقیدی نظریہ کی انفرادیت اس کے لسانی دائرہ کار سے قائم ہوتی ہے۔ جہاں اکتشافی نقاد ایک طرف متن کے تجزیے میں اُس تخیلی تجربے کو منکشف کرنے کی کوشش کرتا ہے وہیں وہ سب سے پہلے متن کے معنیاتی، نحویاتی، اور صوتیاتی تجزیہ کا کام انجام دیتا ہے۔ نیز الفاظ کے باہمی انسلاکات سے متن کی تشکیل کے طریقۂ ہائے کار بھی زیرِ بحث آجاتے ہیں۔

حامدی کاشمیری اُردو کے اُن چند نظریہ ساز ناقدین کی اس قبیل سے تعلق رکھتے ہیں جس نے اپنی ادبی بصیرت کی مدد سے اُردو تنقید کے دربار میں اپنی نشست محفوظ کرلی۔ حامدی کاشمیری نے افسانہ، ناول، نظم، غزل جیسی منثور اور منظوم اصناف میں اپنے تخیلی اور وجدانی وفور کو لفظ و معنی عطا کرکے دہائیوں پہلے اُردو دنیا میں اپنی شناخت قائم کرلی، لیکن ایک دیدہ ور نقاد کی حیثیت

سے ان کا مقام و مرتبہ کافی بلند و بالا ہے۔ وہ اُردو کے اُن چند نظریہ ساز ناقدین کی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے نظری تنقید کی آبِ جو کو بحرِ بیکراں میں منقلب کر دیا۔ اُردو میں تنقیدی نظریہ سازی کا جو کام ابتدائی سطح پر الطاف حسین حالیؔ، شبلی نعمانی، امداد امام اثرؔ کے دیر بعد مجنون گورکھپوری، احتشام حسین، کلیم الدین احمد، آلِ احمد سرور اور ان ہی کے ساتھ ساتھ شمس الرحمن فاروقی، گوپی چند نارنگ، وزیر آغا، وہاب اشرفی جیسے ناقدین وقتاً فوقتاً انجام دیا اس میں حامدی کاشمیری نے اپنے پختہ ادبی شعور اور تنقیدی استدلالیت کی بدولت اضافہ کر دیا۔

قدوس جاوید

اُردو میں فی زمانہ جو ناقدین تھیوری کے نظریاتی مباحث سے دلچسپی رکھتے ہوئے متواتر تنقیدی مقالات سپرد قلم کر رہے ہیں، اُن میں قدوس جاوید ایک اہم نام ہے۔ انہوں نے گزشتہ تیس سال سے نظریاتی تنقید کے ابعاد پر کھل کر لکھا اور دوسرے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ اگر چہ وہ نئے تنقیدی نظریات موسوم بہ مابعد جدید تھیوری پر گزشتہ تین دہائیوں سے مختلف رسائل و جرائد میں لکھتے رہے لیکن موصوف کی تازہ ترین کتاب ''متن، معنی اور تھیوری'' سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں میں خاطر خواہ پذیرائی حاصل کر چکی ہے۔ دورِ حاضر میں قدوس جاوید اُردو تنقید کا اہم نام اس لیے بھی ہے کہ انہوں نے متن کے تجزیہ میں مابعد جدید تھیوری کا اطلاق کرتے ہوئے جو نتائج اخذ کیے ہیں وہ اُن کے عمیق مطالعے اور مابعد جدید تھیوری کے پیچیدہ نکات سے ان کی گہری واقفیت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس ضمن میں عملی تنقید پر مبنی اُن کے مضامین اعلیٰ معیار کے حامل ہیں۔ چوں کہ یہاں مقالے کے احتیاجات کے تحت صرف نظریاتی تنقید پر گفتگو ہو رہی ہے اس لیے ساختیاتی تنقیدی تھیوری کے ضمن میں قدوس جاوید کے خیالات پیش کیے جا رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''ساختیاتی تھیوری نے ادب کی تفہیم و تعبیر کے نئے دروازے کھولے ہیں جو ہر اعتبار سے منطقی اور سائنٹفک ہیں۔ اسی لیے ساختیاتی تنقیدی تھیوری زبان و ادب اور انسانی ذہن کی ساخت اور کارکردگی سے بحث کر کے فن پارے کی اہمیت اور معنویت کا جائزہ لیتی ہے۔ ادب کی تفہیم و تعبیر کے اس عمل میں ساختیات زبان کے لسانی برتاؤ، ادبی متن، متن میں معنی کی نوعیت، متن سے اخذِ معنی میں قاری کے کردار اور قرأت کے نتائج وغیرہ متعدد پہلوؤں پر غور و فکر کرتی ہے۔ ساختیاتی تھیوری نے ادب اور اس کے انسلاکات کے حوالے سے مروجہ تصورات کے آگے

سوالیہ نشانات لگائے۔''۲؎

اس طرح ہم قدوس جاوید کے وسیع علمی وادبی تصورات سے کامل واقفیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس کتاب کا ہر ورق اس طرح کے مباحث سے روشن ہے جو قاری کی بصارت کے ساتھ ساتھ اُس کی بصیرتوں میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ ''متن، معنی اور تھیوری'' سے پیشتر قدوس جاوید کی کئی کتابیں ادبی حلقوں میں اعتبار کا درجہ حاصل کر چکی ہیں جن میں ''ادب کی جمالیات'' اور ''اقبال کی تخلیقیت'' خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

نذیر احمد ملک

مابعد جدید تھیوری کی تفہیم وتعبیر کے تعلق سے جو اساتذۂ کرام بلاشبہ نمایاں خدمات انجام دیتے رہے ہیں اُن میں نذیر احمد ملک ایک معروف نام ہے۔ درس وتدریس سے وابستگی کے پیشِ نظر موصوف نئے ادبی وتنقیدی مباحث سے سنجیدگی کے ساتھ مربوط ہیں۔ دراصل نذیر احمد ملک لسانیات کے استاد ہیں اور مابعد جدید تھیوری سے وابستگی اسی لسانیات کی وجہ سے گہری ہے کیوں کہ تھیوری کے زائیدہ بیشتر نظریات مثلاً ساختیات، پس ساختیات، قاری اساس تنقید، اکتشافی تنقید وغیرہ لسانیات اساس ہیں۔ موصوف کی کئی تصانیف بقدر شوق پڑھی جاتی ہیں تاہم ان کی حالیہ تصنیف ''ادب، ادبی تھیوری اور اسلوبیات'' تنقید کے جدید ترین موضوعات کے اکثر نکات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس تصنیف کے مشمولات سے ان کی تنقیدی بصیرتوں کا احسن طور پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ادبی تھیوری کی ماہیئت پر بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ :

> ''ادبی تھیوری کوئی وحدانی تصور نہیں ہے بلکہ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ زبان، فلسفہ، تحلیل نفسی، سماج، تانیثیت، کلچر جیسے متنوع مظاہر اس کے لیے غذا فراہم کرتے ہیں اس لیے اس کی تحدید ممکن نہیں ہے۔ ساختیات، پس ساختیات، ردِ تشکیل، مابعد جدیدیت، تحلیل نفسی، مارکسیت، کیور تھیوری، نئی تاریخیت اور کلچرل مادیت، پس نوآبادیات، ماحولیاتی تنقید، تاریخی ہیئت پسندی، نئی جمالیات، احساسی شعریات وغیرہ تھیوری کے تکثیری کردار کی روشن مثالیں ہیں۔''۳؎

اس اقتباس سے نذیر احمد ملک کی نظریاتی تنقید کے میدان میں انفرادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مذکورہ کتاب کے بیشتر مضامین مابعد جدید تھیوری کے مختلف جہات ونکات کا احاطہ کرتے ہوئے قارئینِ کرام کی ادب فہمی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے نظر

آتے ہیں۔اس طرح ہم یہ کہنے میں حق بجانب میں کہ نذیر احمد ملک کی تھیوری فہمی کی نہ صرف جموں وکشمیر بلکہ باہر کے سنجیدہ ادبی حلقوں میں بھی پذیرائی کی جارہی ہے۔

ظہورالدین

جموں وکشمیر کے تعلیمی منظرنامے پراحسن کارکردگی کی وجہ سے جولوگ بہت دیر تک یاد کیے جائیں گے اُن میں ظہور الدین ایک معتبر نام ہے۔ظہورالدین ایک ایسے سپوت کا نام ہے جو بیک وقت ادب کی کئی ایک اصناف میں شناخت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔وہ ڈراما نگار، افسانہ نگاراور مترجم کے ساتھ ساتھ تنقید نگاری میں اہم مقام رکھتے تھے۔سن ۲۰۰۵ء میں اُن کی کتاب ''جدید ادبی وتنقیدی نظریات'' منصۂ شہود پرآتے ہی علمی اورادبی حلقوں میں زیرِ بحث رہی۔یہ کتاب ایک ایسے وقت میں ادبی منظرنامے پر متعارف ہوئی جب معدودے چند تنقیدی کتابیں اس طرح کے سنجیدہ نظریاتی مباحث پر مبنی تھیں۔اس کتاب میں موصوف کے گہرے ادبی اور تنقیدی تصورات سے واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔اس کتاب سے نمونے کے طور پر یہ اقتباس ملاحظہ کریں تاکہ نظریاتی تنقید میں ظہورالدین کے کردار کی وضاحت ہوسکے:

> ''۔۔۔نئی تنقید کے علمبرداروں نے فن پارے کے متن کو ایک خودمختار اکائی کے طور پر تسلیم کرنے پر زوردیا۔یعنی شاعری کا مطالعہ شاعر کے نفس اور شخصیت، مآخذ، افکارونظریات کے تاریخی تناظر اور سیاسی وسماجی مضمرات کی روشنی میں کرنے کے بجائے شاعری کے متن کے گہرے اور تفصیلی تجزیے پر زوردیا۔اس تنقید میں لفظ کے معنویاتی مباحث کو بڑی اہمیت دی گئی تھی۔''[۱۴]

ظہورالدین کی تنقیدی تحریریں اپنی ہمہ گیریت اور فکری وسعت کی بنیاد پراعتبار کا درجہ رکھتی ہیں۔مذکورہ بالا تنقیدی کتاب کے علاوہ ان کی کئی کتب ادبی حلقوں میں مقبول ہوچکی ہیں تاہم نظریاتی تنقید کی سطح پرجس کتاب کی وجہ سے انہیں اس میدان میں شناخت ملی وہ ''جدید ادبی وتنقیدی نظریات'' ہی ہے۔

ریاست جموں وکشمیر میں حالیہ برسوں میں راقم الحروف نے نظریاتی تنقید کے میدان میں حتی المقدور سعی کی ہے۔اس دوران میری تصنیف ''اُردو میں مابعد جدید تنقید: اطلاقی مثالیں، مسائل وممکنات'' سال ۲۰۱۴ء میں سامنے آئی جسے مابعد جدید تھیوری کی تفہیم وتعبیر کے ضمن میں مناسب انداز میں سراہا گیا۔اس کے علاوہ راقم کے دو درجن سے زائد مقالے اُردو دنیا کے موقر

رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ اِن مقالہ جات میں درج ذیل بطورِ خاص اہم ہیں:

۱۔ دریدا التشکیل اور اُردو معاشرہ

۲۔ نو مارکسیت کے بنیادی مقدمات

۳۔ مابعد جدید تنقیدی تھیوری: تسامحات اور تناقضات کے درمیان

۴۔ مابعد جدید تنقید سے قاری کا مکالمہ

۵۔ مابعد جدید تنقید کے اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

۶۔ کچھ باتیں تھیوری کے جواز میں

سبزار احمد بٹ

سبزار احمد بٹ کا شمار جموں وکشمیر کے نئی نسل کے سنجیدہ قلم کاروں میں ہوتا ہے۔ موصوف نئی فکریات اور نئے نظریات سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے کئی ایک مضامین اُن کی نئی تنقیدی تھیوری سے واقفیت کی دلیل ہیں۔ آپ نے نئی تاریخیت پر تحقیقی نوعیت کا کام کرتے ہوئے اُن کا مضمون ''مارکسیت اور نو مارکسیت: توضیح کے مسائل'' شیرازہ باپت سال ۲۰۱۸ء میں شائع ہوا جس میں آپ کی تھیوری فہمی کا ثبوت ملتا ہے۔

مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جموں وکشمیر میں اُردو کی نظریاتی تنقید کے میدان میں نمایاں پیش رفت ہوئی ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ حق تو یہ ہے کہ حامدی کاشمیری نے ادب شناسی کا جو اپنا نظریہ پیش کیا ہے اُس نے ساری اُردو دنیا میں اہلیانِ کشمیر کو متفخر کر دیا ہے۔ امید قوی ہے کہ تغیر پذیر لسانی، معاشرتی، سائنسی اور ثقافتی حالات میں جموں وکشمیر کے قلم کاروں کی نئی نسل تھیوری کے نئے مباحث میں دلچسپی کا ظاہرہ کرتے ہوئے فکر و خیال کی نئی گزرگاہوں پر عازمِ سفر ہوں گے۔

ooo

حوالہ جات:

۱۔ نظم کی اکتشافی قرأت از حامدی کاشمیری، مشمولہ اکتشاف واستدلال مرتبہ مصرعہ مریم، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۷ء، ص:۱۶۱

۲۔ متن، معنی اور تھیوری، قدوس جاوید، ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۵، ص:۱۳۳

۳۔ادب،ادبی تھیوری اوراسلوبیات ازنذیراحمد ملک، کتابی دنیا، دہلی،۲۰۲۰،ص:۲۷
۴۔ظہورالدین، جدیدادبی وتنقیدی نظریات،ادارہ فکرِجدید، دہلی،۲۰۰۴ءص:۲۶۰

OOO

رابطہ:
ڈاکٹرالطاف انجم
نظامتِ فاصلاتی تعلیم،جامعہ کشمیر
حضرت بل سری نگر۔۱۹۰۰۰۶
موبائل:7006425827
ای میل:altafurdu@gmail.com